ہیں؟ عبادت کی خواہش کرنا نفس کی ایک قدرتی خواہش ہے جو وہ اپنے نصب العین کے لئے کرتا ہے' یہ کسی مایوسی یا مصیبت سے پیدا نہیں ہوتی۔ یہ ہر وقت موجود ہوتی ہے' لیکن غلط نصب العینوں میں الجھی ہوتی ہے۔ جب کبھی یہ غلط نصب العین دھوکا دے جاتے ہیں' جیسا کہ وہ اپنے غیر حقیقی خواص اور ہماری فطرت کے ساتھ ناموزونی کی وجہ سے ضرور کریں گے' تو عبادت کی خواہش ان سے الگ ہو کر آزاد ہو جاتی ہے۔ یوں کہئے کہ ہم نے اسے استعمال کیا تھا یا اسے غلط راہ پر ڈال رکھا تھا اور اب اسے اپنی راہ پر چلنے کا موقع مل گیا ہے۔ مصیبت اس شے سے اس خواہش کے جبراً اور لازماً علیحدہ ہونے کا نام ہے جسے نفس غیر تسلی بخش پاتا ہے' اور وہ سکون واطمینان جو ہمیں عبادت سے حاصل ہوتا ہے نفس کے اس شے سے دوبارہ وابستہ ہو جانے سے ملتا ہے' جو نفس کے لئے سب سے زیادہ اطمینان بخش ہے اور جسے شعورِ ایزدی کہتے ہیں۔ غور سے دیکھیں تو ہر مصیبت نفس کے لئے احساسِ تنہائی ہے' جو بے وفا ساتھیوں یعنی غلط نصب العینوں سے پیدا ہوتا ہے۔ جب کبھی نفس اپنے رفیقِ اعظیم یعنی شعورِ ایزدی یا صحیح نصب العین سے کٹ کر کسی غلط نصب العین کی صحبت اختیار کر لیتا ہے تو اس کا داعیہ غیر مطمئن رہ جاتا ہے۔ لیکن نفس کو اس بات کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب کہ جھوٹا اور بے وفا ساتھی اسے پہلے ہی چھوڑ چکا ہوتا ہے۔ نفس اس انکشاف کو مصیبت کے نام سے پکارتا ہے اور اسے ناقابلِ برداشت سمجھتا ہے۔ اس مرحلے پر اس کے سامنے سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں ہوتا کہ وہ پھر اپنے اس ساتھی کی طرف رُخ کرے جسے اس نے شروع میں غلطی سے چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہم مصیبت زدہ اشخاص کو عبادت میں مشغول پاتے ہیں۔ جو شخص رفیقِ حقیقی سے قطع تعلق نہیں کرتا اس کے لئے مصیبت کوئی شے نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کے کئی اور ساتھی بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ ہر ایک کو مناسب درجہ دیتا ہے۔ ان کے بے وفایانہ کردار کا اسے پہلے سے علم ہوتا ہے' اس لئے جب وہ اس سے غداری کرتے ہیں تو وہ اس واقعہ کو چنداں وقعت نہیں دیتا اور غیر مناسب طور پر مایوس یا غمزدہ نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

(جاری ہے)

# بائبل کے اختلافات

ترتیب: مولانا مشیر احمد قاسمی دیناج پوری، بھارت

مسیحیت کے ابتدائی دَور میں مروّجہ چار انجیلوں کے علاوہ اور بھی بہت سی انجیلیں موجود تھیں، جنہیں قسطنطین اعظم اور تھیوڈودیس بادشاہ نے جلا دینے کا حکم کیا، جس کی بنا پر بہت سی انجیلیں جلا دی گئیں، اسی طرح ''لیون اوّل'' جو ۴۴۰ء سے ۴۶۱ء تک پوپ اعظم کے عہدہ پر رہا، اس نے بھی اس قسم کی متروک اناجیل کو جلا دیا۔ مقدس ''جیروم'' کی کتابوں اور پوپ ''جے لارڈ'' کے محاکمہ سے بہت سی انجیلوں کا سراغ ملتا ہے۔ ''فیربیں'' نے پچاس متروک انجیلوں کی کیفیت لکھ کر شائع کی، خود لوقا اپنی انجیل کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ:

> ''چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کو جو ہمارے درمیان واقع ہوئے ہیں، ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے، ہم کو پہنچایا۔''

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ لوقا کی انجیل سے پہلے بہت سی انجیلیں تالیف ہو چکی تھیں۔

جس طرح مسیحیت کے ابتدائی دَور میں بہت سی انجیلیں تھیں اسی طرح حواریوں کی تبلیغی مساعی کے سلسلے میں اعمالِ رسول کے نام سے بہت سی کتابیں تھیں، جیسے یوحنا کے اعمال، لوقا کے اعمال وغیرہ۔ اسی طرح ایک بڑی تعداد ایسے مکتوبات کی بھی تھی جو حواریوں کی طرف منسوب تھے۔ ۴۸۲ء تک منعقد ہونے والی کونسلوں نے ان مکتوبات و اعمال میں سے بعض کو کبھی کتابِ مقدس سے خارج قرار دیا اور پھر کبھی دوسری کونسل میں ان کو کتابِ مقدس میں شامل کر لیا، ادھیڑ بن کا یہ سلسلہ ۴۸۲ء تک چلتا رہا، لیکن

© rasailojaraid.com

۴۸۲ء میں روم میں جو کونسل منعقد ہوئی اس نے موجودہ عہد جدید کے پورے مجموعہ کو مستند تسلیم کیا، اور پوپ گلاسیوس نے باضابطہ طور پر انہیں سند قبولیت عطا کی، اس کے بعد مسیحی دنیا کے سوادِ اعظم نے ایک مکمل بائبل پر اتفاق کیا۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ ''بائبل'' کو مستند قرار دینے کی وجہ اس کا الہامی ہونا نہیں ہے، بلکہ مخالفین کے سامنے تعلیماتِ مسیح کے بارے میں زبردستی ثبوت فراہم کرنا ہے، اگر ایسا نہیں ہے تو پھر انجیلوں اور اعمالِ رسول اور حواریوں کے خطوط کے انبار میں سے صرف انجیل متی، مرقس، لوقا، یوحنا اور اعمالِ رسول لوقا، پولس کے چودہ خطوط، یعقوب کا ایک خط، پطرس کے دو خط، یوحنا کے تین خط، یہودا کا ایک خط اور مشاہدات یوحنا کے منتخب کرنے اور ان کو مستند تسلیم کرنے اور بقیہ اناجیل و اعمالِ رسول اور خطوط کو غیر مستند قرار دینے کی کیا وجہ ہے؟ اس کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی سوائے اس کے کہ دراصل کلیسا اپنے لئے یہ ضروری سمجھتا تھا کہ وہ مخالفین کے سامنے تعلیماتِ مسیح کا ثبوت فراہم کرے اور ثابت کرے کہ یہ تعلیمات و معجزات حضرت مسیح کے ہیں، اسی مدعا پر جب گواہی کی ضرورت پیش آئی تو کلیسا نے مرقس و متی و یوحنا کو اپنے اعتقاد کے موافق اور قریب تر پا کر ان کی انجیلوں کو بھی قبول کر لیا، اور ان تمام انجیلوں کو کلیسا نے متروک قرار دیا جن سے تثلیث کی جڑ کٹتی تھی یا جو موسوی شریعت کی اطاعت کو لازم کہتی تھیں۔ کلیسا کے اس انتخاب میں کتابوں کے مضامین کے الہامی ہونے اور ان کے مؤلفین کے مامور من اللہ ہونے کو کوئی دخل نہیں ہے، اس لئے کہ اگر الہامی ہونے کی بات ہوتی تو ایک انجیل کافی تھی، چند اناجیل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اس لئے کہ خدا کا خطاب عام ہوتا ہے، انبیاءِ سابقین پر بھی کوئی کتاب مکرر نازل نہیں ہوئی، ورنہ لازم آئے گا کہ خدا کو ایک مرتبہ الہام کے بعد اطمینان نہیں ہوا تو اس نے پھر دوبارہ الہام کیا۔

## ''بائبل'' کے الہامی ہونے کی مزید تردید:

موجودہ ''بائبل'' جس کے بارے میں عیسائی لوگ الہامی و آسمانی ہونے کا دعویٰ

کرتے ہیں' وہ اختلافات و تضادات سے اس قدر لبریز ہے کہ خود عیسائی محققین و مفسرین بھی اس کے اختلافات و تضادات کو تسلیم کرنے اور ایک عبارت کو درست اور دوسری کو جعلی اور من گھڑت قرار دینے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ ''انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا'' میں ہے کہ:

''بہت سے مسیحی علماء نے یہ کہا ہے کہ وہ تمام اقوال و احوال جو ''کتب مقدسہ'' (بائبل) میں موجود ہیں سب کے سب الہامی نہیں ہیں اور جو لوگ ''کتب مقدسہ'' (بائبل) کی تمام باتوں کے الہامی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے پر قادر نہیں ہیں۔''

دیکھیے جو کتاب خود بعض مسیحی علماء کے نزدیک بالکل الہامی نہیں ہے وہ اوروں کے نزدیک کیسے الہامی ہو سکتی ہے؟ جب کہ اس کے الہامی ہونے کے لئے ایک عظیم مانع بھی موجود ہے' اور وہ ہے بائبل کا اختلافات و تضادات سے غیر محفوظ ہونا۔

''بائبل'' کے اختلافات و تضادات کو حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ نے اپنی کتاب ''اظہار الحق'' میں نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جن کی تعداد ۱۲۴ ہے۔ ہم یہاں پر حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کی کتاب سے چند اختلافات و تضادات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تا کہ آپ کو یہ معلوم ہو سکے کہ ''بائبل'' میں کس قدر متضاد و متناقض مضامین موجود ہیں' اور پھر اس کے اختلافات و تضادات پر نظر کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ یہ کتاب الہامی و آسمانی نہیں بلکہ جعلی اور من گھڑت باتوں کا مجموعہ ہے۔

خدا کا الہام اختلافات و تضادات سے پاک ہوا کرتا ہے' یہ عیب تو صرف غیر اللہ کے کلام میں پایا جاتا ہے' جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء:۸۲)

''اور اگر یہ (قرآن) غیر اللہ کے پاس سے نازل ہوتا تو یہ لازماً اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے''۔

واضح رہے کہ آگے جو اختلافات کے نمونے پیش کئے جا رہے ہیں وہ حضرت مولانا

© rasailojaraid.c

رحمت اللہ کیرانویؒ کی کتاب ''اظہار الحق'' (عربی) سے ماخوذ ہیں (جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے) البتہ ترجمہ ''بائبل سے قرآن تک'' سے لیا گیا ہے جو مکمل اظہار الحق کا اردو ترجمہ ہے اور مفید حواشی پر مشتمل ہے۔

## انجیل متی اور انجیل مرقس کے اختلافات:

**اختلاف نمبر ۱:** متی نے اپنی انجیل کے باب ۲۰ میں لکھا ہے کہ:

''عیسیٰ جب یریحو سے نکلے تو راہ میں دو اندھوں کو بیٹھا ہوا دیکھا اور اُن کو اندھے پن سے شفا دی۔'' (یہ آیت ۲۹ تا ۳۴ کا مفہوم ہے)

اس کے برعکس مرقس نے اپنی انجیل کے باب ۱۰ میں ایک اندھے کا تذکرہ کیا ہے' اور لکھا ہے کہ:

''تو تمائی کا بیٹا برتمائی اندھا فقیر راہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا۔''

پھر اسے شفا دینے کا واقعہ مذکورہ ہے۔

**اختلاف نمبر ۲:** متی نے باب ۸' آیت ۲۸ میں لکھا ہے کہ:

''عیسیٰ علیہ السلام جب گدرینیوں کی بستی کی طرف آئے تو ان کی ملاقات دو دیوانوں سے ہوئی جو قبروں سے نکل رہے تھے' پھر مسیح نے ان کو شفا دی۔''

اس کے خلاف مرقس نے باب ۵ میں لکھا ہے کہ:

''ان سے ایک دیوانہ ملا جو قبروں سے نکل رہا تھا' پھر انہوں نے اس کو شفا دی۔'' (مرقس' باب ۵' آیت ۲)

**اختلاف نمبر ۳:** جو شخص انجیل متی کے باب ۹ کا مقابلہ انجیل مرقس کے باب ۵ سے کرے گا' جس میں رئیس کی بیٹی کا واقعہ مذکور ہے' تو بڑا اختلاف پائے گا۔ پہلی انجیل کا بیان ہے کہ:

''رئیس مسیح کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری بیٹی مرگئی۔'' (متی' باب ۹' آیت ۱۸)

دوسری انجیل کہتی ہے:

''وہ آیا اور کہا کہ میری بیٹی مرنے کے قریب ہے' پھر عیسیٰ علیہ السلام اس کے ہمراہ گئے' پھر جب یہ لوگ راستہ میں تھے تو رئیس کے لوگ پہنچے اور انہوں نے

اس کے مرنے کی خبر دی۔'' (مرقس' باب ۵' آیت ۲۳)

اختلاف نمبر ۴: متی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم مگدلینی اور دوسری مریم (جنہیں متی' باب ۲۷' آیت ۵۶ میں یوسیس کی ماں کہا گیا ہے اور لوقا' باب ۱۶' آیت ۱ میں یعقوب کی ماں) جب قبر کے پاس پہنچیں تو خدا کا فرشتہ نازل ہوا اور پتھر قبر سے لڑھک گیا' اور وہ اس پر بیٹھ گیا' اور کہنے لگا کہ تم مت ڈرو اور جلدی چلی جاؤ۔'' (متی' باب ۲۸' آیات ۵ تا ۷) اور مرقس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں اور سلومی جب قبر کے پاس پہنچیں تو دیکھا کہ پتھر لڑھکا ہوا ہے اور جب قبر میں داخل ہوئیں تو ایک سفید پوش جوان کو قبر میں داہنی جانب بیٹھا ہوا دیکھا۔ (مرقس' باب ۱۶' آیات ۴ و ۵)

اختلاف نمبر ۵: مرقس' باب ۷ میں لکھا ہے:

''عیسیٰ علیہ السلام نے صرف ایک شخص کو اچھا کیا جو بہرا اور گونگا تھا۔''

(مرقس' باب ۷' آیات ۳۲ تا ۳۵)

## انجیل متی اور انجیل لوقا کے اختلافات:

جو شخص انجیل متی میں مذکور حضرت مسیح علیہ السلام کے نسب نامہ کا مقابلہ اس بیان سے کرے گا جو لوقا کی انجیل میں ہے' تو بہت اختلاف پائے گا۔ چند اختلافات مندرجہ ذیل ہیں:

اختلاف نمبر ۱: متی' باب ۱' آیت ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام سلیمان بن داؤد کی اولاد میں سے ہیں اور لوقا' باب ۳' آیت ۳۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناتن بن داؤد کی نسل سے ہیں۔

اختلاف نمبر ۲: متی سے معلوم ہوتا ہے کہ ''شالتئیل یکنیاہ '' کا بیٹا ہے' اور لوقا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیری کا بیٹا ہے۔ (متی' باب ۱' آیت ۱۲' لوقا' باب ۳' آیت ۲۷)

## انجیل متی اور انجیل لوقا کے چند دوسرے اختلافات:

الف: متی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یروشلم والوں اور ہیرودیس کو آتش پرستوں کے بتانے سے پہلے ولادتِ مسیح کا علم نہیں ہوا تھا۔ (متی' باب ۲' آیات ۱ تا ۱۲) اور یہ لوگ مسیح علیہ السلام کے سخت دشمن تھے۔ (متی' باب ۲' آیت ۱۳) اس کے برعکس

© rasailojaraid.c

لوقا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے والدین زچگی سے فراغت کے بعد جب قربانی کی رسم ادا کرنے یروشلم گئے تھے تو شمعون نے جو ایک نیک اور صالح شخص اور روح القدس سے لبریز تھا' اور جس کو وحی کے ذریعہ یہ بتادیا گیا تھا کہ تیری موت مسیح کی زیارت سے پہلے نہ ہوگی' مسیح علیہ السلام کے دونوں بازو پکڑ کر ہیکل میں نمایاں کر کے ان کے اوصاف لوگوں کے سامنے بیان کیئے۔ (لوقا' باب ۲' آیات ۲۵ تا ۳۲)

اسی طرح لوقا' باب ۲' آیت ۳۶ تا ۳۸ میں ہے کہ حناہ نبیہ اس وقت ربّ کی پاکی بیان کرتے ہوئے کھڑی ہوئی' اور اُن لوگوں کو جو یروشلم میں مسیح علیہ السلام کے اشتیاق انتظام میں تھے' اس نے اطلاع دی' اب اگر یروشلم کے باشندوں اور ''ہیرودیس'' کو مسیح کا دشمن مانا جائے تو ایسی حالت میں یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ نیک بخت جو روح القدس سے لبریز تھا' ہیکل جیسے مقام پر مسیح کی خبر دیتا جہاں دشمنوں کا ہر وقت مجمع تھا؟ اور نہ ''حناہ'' پیغمبر یروشلم جیسے مقام پر لوگوں کو اس واقعہ کی اطلاع دیتی۔

فاضل ''نورٹن'' اگرچہ انجیل کی حمایت کرتا ہے مگر اس موقع پر اس نے دونوں بیانوں میں حقیقی اختلاف پائے جانے کا اقرار کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ متی کا بیان غلط اور لوقا کا بیان درست ہے۔

ب : متی ان دو چوروں کے بارے میں جن کو حضرت مسیح علیہ السلام کے ہمراہ (بزعم خود) سولی دی گئی' کہتے ہیں کہ:

> ''وہ ڈاکو بھی جو اُس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے' اس پر لعن طعن کرتے تھے۔'' (متی' باب ۲۷' آیت ۴۴)

لیکن لوقا' باب ۲۳' آیات ۴۰ تا ۴۳ کا بیان ہے کہ صرف ایک نے مسیح کو برا بھلا کہا' اور دوسرے نے چلا کر کہا ''اے یسوع! جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا۔''

ج: متی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ نے جب دونوں عورتوں کو خبر دی کہ مسیح زندہ ہوگیا ہے تو وہ دونوں واپس ہوئیں' اور راستہ میں ان سے مسیح کی ملاقات ہوئی' مسیح نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ تم جاؤ اور میرے بھائیوں کو کہہ دو کہ وہ ''گلیل''

چلے جائیں، وہاں مجھ کو دیکھ سکیں گے۔ (متی، باب ۲۸، آیات ۸ تا ۱۰)

اور لوقا کہتا ہے کہ ان عورتوں نے جب دو شخصوں سے سنا تو وہ واپس ہوئیں اور گیارہ اشخاص اور تمام شاگردوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی، مگر انہوں نے ان عورتوں کے بیان کو سچا نہیں مانا۔ (لوقا، باب ۲۴)

## انجیل متی اور انجیل یوحنا کے اختلافات:

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کب پہچانا؟

اختلاف نمبر ۱: انجیل متی کے باب ۳ میں کہا گیا ہے کہ:

''جب عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام کے پاس اصطباغ کے لئے آئے تو یحییٰ علیہ السلام نے ان کو یہ کہہ کر منع کیا کہ میں خود آپ بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور آپ میرے پاس آتے ہیں؟ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے اصطباغ لیا، اور پانی میں چلے، پھر آپ پر کبوتر کی شکل میں خدا کی روح نازل ہوئی۔''

اور انجیل یوحنا کے باب ۱ میں یوں ہے کہ:

''یوحنا نے یہ گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے دیکھا ہے اور وہ اس پر ٹھہر گیا، اور میں تو اسے پہچانتا نہ تھا، مگر جس نے مجھ کو پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اسی نے مجھ سے کہا کہ جس پر تو روح کو اترتے، ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔'' (یوحنا، باب ۱، آیات ۳۲، ۳۳)

اور انجیل متی کے باب ۱۱ میں یوں ہے کہ:

''اور یوحنا نے قید خانہ میں مسیح کے کاموں کا حال سن کر اپنے شاگردوں کی معرفت پچھوا بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے، یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں؟''

پہلی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کو نزولِ روح سے پہلے جانتے تھے، اس کے برعکس دوسری عبارت یہ کہتی ہے کہ نزولِ روح سے پہلے بالکل واقف نہ تھے، بعد میں پہچانا، تیسری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ روح کے بعد بھی ان کو نہیں پہچانا۔

اختلاف نمبر ۲: انجیل متی، باب ۲۶ میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے حواریوں

© rasailojaraid.

سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا' وہ بہت دلگیر ہوئے' اور ہر ایک اس سے کہنے لگا: اے خداوند! کیا میں ہوں؟ اس نے جواب میں کہا جس نے میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالا ہے وہی مجھے پکڑوائے گا' یہوداہ نے جواب میں کہا: اے ربی! کیا میں ہوں؟ اس نے اس سے کہا: تو نے خود کہہ دیا۔''

اس کے برعکس انجیل یوحنا' باب ۱۳ میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑوائے گا' شاگرد شبہ کر کے کہ وہ کس کی نسبت کہتا ہے' ایک دوسرے کو کہنے لگے' اس کے شاگردوں میں سے ایک شخص جس سے یسوع محبت رکھتا تھا' یسوع کے سینے کی طرف جھکا ہوا کھانا کھانے بیٹھا تھا' پس شمعون پطرس نے اس سے اشارہ کر کے کہا کہ بتا تو وہ کس کی نسبت کہتا ہے؟ اس نے اسی طرح یسوع کی چھاتی کا سہارا لے کر کہا کہ اے خداوند وہ کون ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ جسے میں نوالہ ڈبو کر دوں گا وہی ہے' پھر اس نے نوالہ ڈبویا اور لے کر شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کو دے دیا۔''

**اختلاف نمبر ۳:** متی نے یہوداہ کے عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرانے کا حال لکھتے ہوئے باب ۲۶ میں ذکر کیا ہے کہ:

''یہوداہ نے یہودیوں کو یہ علامت بتائی تھی کہ جس کو میں بوسہ دوں اس کو تم گرفتار کر لینا' پھر اُن کے ہمراہ آیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے آگے آ کر کہا کہ اے میرے آقا! اور ان کو بوسہ دیا' پھر یہودیوں نے مسیح کو گرفتار کر لیا۔''

(یہ آیات ۴۸ تا ۵۰ کا مفہوم ہے)

اس کے برخلاف انجیل یوحنا' باب ۱۸ میں اس طرح ہے کہ:

''پس یہوداہ سپاہیوں کی پلٹن اور سردار کاہنوں اور فریسیوں سے پیادے لے کر مشعلوں اور چراغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ وہاں آیا' یسوع ان سب باتوں کو جو اس کے ساتھ ہونے والی تھیں' جان کر باہر نکلا اور ان سے کہنے لگا کہ کسے ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے اسے جواب دیا: یسوع ناصری کو' یسوع نے ان سے کہا میں ہی ہوں' اور اس کا پکڑوانے والا یہوداہ بھی ان کے ساتھ کھڑا تھا'

اس کے یہ کہتے ہی کہ میں ہی ہوں، وہ پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے۔ پس اس نے ان سے پھر پوچھا کہ تم کسے ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے کہا یسوع ناصری کو، یسوع نے جواب دیا کہ میں تم سے کہہ چکا ہوں میں ہی ہوں۔ پس اگر مجھے ڈھونڈتے ہو تو انہیں جانے دو..... تب سپاہیوں اور ان کے صوبیدار اور یہودیوں کے پیادوں نے یسوع کو پکڑ کر باندھ لیا۔''

## چاروں انجیلوں کے چند مجموعی اختلافات:

اختلاف نمبر ۱: چاروں اناجیل والے پطرس کے انکار کے سلسلے میں آٹھ لحاظ سے اختلاف کر رہے ہیں۔ (بروایت انجیل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گرفتار ہونے سے ایک روز پہلے پطرس سے کہا تھا کہ تم مرغ کی اذان دینے سے پہلے تین مرتبہ مجھے پہچاننے سے انکار کرو گے، چنانچہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر لیا تو پطرس ان کے پیچھے پیچھے گئے اور تین یہودیوں نے انہیں باری باری آگ کی روشنی میں دیکھ کر کہا کہ یہ بھی ان کا ساتھی ہے، مگر پطرس نے ہر بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھی ہونے اور آپ کو پہچاننے سے انکار کیا، اتنے میں مرغ بول پڑا تو انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کہی ہوئی بات یاد آئی۔ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ نے اس اختلاف میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔)

۱۔ متی، باب ۲۶، آیات ۶ تا ۷۵ اور مرقس، باب ۱۴، آیات ۶۶ تا ۷۲ کی روایت کے مطابق پطرس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شاگرد قرار دینے والی دو لڑکیاں تھیں، اور کچھ پاس کھڑے ہوئے مرد، اور لوقا، باب ۲۲، آیات ۵۲ تا ۶۰ کی روایت کے مطابق ایک باندی اور دو مرد تھے۔

۲۔ پہلی باندی کے سوال کرتے وقت متی، باب ۲۶، آیت ۶۹ کی روایت کے مطابق ''پطرس'' مکان کے صحن میں تھا اور لوقا، باب ۲۲، آیت ۵۵ کے بیان کے مطابق مکان کے درمیان تھا، اور مرقس، باب ۱۴، آیت ۶۶ کے بیان کے موافق مکان کے نیچے کے حصہ میں، اور یوحنا، باب ۱۸، آیات ۱۶، ۱۷ کے قول کے مطابق اندر۔

© rasailojaraid.com

۳۔ پطرس سے کیا سوال کیا گیا؟ اس میں چاروں انجیلوں کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ یوحنا' باب ۱۸' آیت ۱۷ میں ہے کہ ''کیا تو بھی اس شخص کے شاگردوں میں سے ہے؟'' لوقا میں ہے کہ لونڈی نے سوال نہیں کیا' اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ''یہ بھی اس کے ساتھ تھا'' مرقس اور متی کا بیان ہے کہ خود پطرس سے خطاب کر کے کہا ''تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا۔''

۴۔ مرغ کا بولنا متی' لوقا اور یوحنا کے مطابق صرف ایک مرتبہ ہوا جب کہ پطرس تین مرتبہ انکار کر چکا اور مرقس کے بیان کے مطابق تین مرتبہ' ایک دفعہ پہلے انکار کے بعد اور دو مرتبہ دوبارہ انکار کے بعد۔

۵۔ متی' باب ۲۶' آیت ۳۵ اور لوقا' باب ۲۲' آیت ۳۴ میں کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پطرس سے کہا تھا کہ تو مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا اور مرقس' باب ۱۴' آیت ۳۰ میں کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ تو مرغ کے دو مرتبہ بولنے سے پہلے تین مرتبہ میرا انکار کرے گا۔

۶۔ پطرس کا جواب اس باندی کو جس نے پہلے سوال کیا تھا' متی کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ ''میں نہیں جانتا کہ تو کیا کہتی ہے'' اور یوحنا کی روایت کے مطابق صرف ''میں نہیں ہوں'' تھا' اور مرقس کی روایت کے بموجب ''میں تو نہ جانتا اور نہ سمجھتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے'' اور لوقا کے بیان کے موافق ''اے عورت! میں اس کو نہیں جانتا۔''

۷۔ متی کی روایت کے مطابق پطرس نے دوسرے سوال کا جواب قسم کھا کر اس طرح دیا: ''میں اس آدمی کو نہیں جانتا'' اور یوحنا کی روایت کے مطابق اس کا قول یہ تھا: ''میں نہیں ہوں'' اور مرقس کی روایت کے مطابق: فقط انکار اور لوقا کی روایت کے مطابق: ''میاں میں نہیں ہوں۔''

۸۔ کھڑے ہوئے لوگ مرقس کے بیان کے مطابق: سوال کے وقت گھر سے باہر تھے اور لوقا کے کہنے کے موافق: وہ صحن کے درمیان میں تھے۔

اختلاف نمبر ۲: پہلی تینوں انجیلوں: متی' باب ۲۷' آیت ۴۵' مرقس' باب ۱۵'

آیت: ۴۴'لوقا' باب ۲۳ کے عربی اور انگریزی ترجموں میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے بعد چھ بجے سے اندھیرا چھایا رہا' اور اردو ترجموں میں ان سب مقامات پر ''چھ بجے'' کے بجائے ''دوپہر کے قریب'' کے الفاظ مذکور ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام ۶ بجے کے قریب صلیب پر تھے' اور انجیل یوحنا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ٹھیک اس وقت پیلاطیس بنطی کے دربار میں تھے۔

**اختلاف نمبر ۳:** مصلوب ہوتے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پکار:

متی نے باب ۲۷ میں لکھا ہے:

''تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلّا کر کہا:

''ایلی ایلی لما سبقتنی؟''

یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

اور انجیل مرقس' باب ۱۵ میں ہے کہ:

''الوهی' الوهی لما سبقتنی ''جس کا ترجمہ ہے: اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

اس کے برخلاف انجیل لوقا' باب ۲۳ میں یہ الفاظ ہیں:

''اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔''

## بائبل کی دیگر کتابوں سے چند اختلافات:

**اختلاف نمبر ۱:** سفر سموئیل ثانی کے باب ۲۴' آیت ۹ میں یوں ہے:

''یوآب (جو حضرت داؤد علیہ السلام کا سپہ سالار تھا) نے مردم شماری کی تعداد بادشاہ کو دی۔ سو اسرائیل میں آٹھ لاکھ بہادر مرد نکلے جو شمشیر زن تھے' اور ''یہوداہ'' کے مرد پانچ لاکھ نکلے۔''

اس کے خلاف کتاب تواریخ اوّل کے باب ۲۱' آیت ۵ میں ہے:

''یوآب نے لوگوں کے شمار کی میزان داؤد کو بتائی' اور سب اسرائیلی ۱۱ لاکھ شمشیر زن مرد' اور یہوداہ کے چار لاکھ ستر ہزار شمشیر زن مرد تھے۔''

دونوں عبارتیں بنی اسرائیل اور یہوداہ کی اولاد کی تعداد میں بڑا اختلاف ظاہر

© rasailojaraid.com

کرتی ہیں۔ بنی اسرائیل کی شمار میں تین لاکھ اور یہودا کے لوگوں کی تعداد میں تیس ہزار کا تفاوت پایا جاتا ہے۔

اختلاف نمبر ۲: سفر سموئیل ثانی' باب ۲۴' آیت ۱۳ میں اس طرح ہے کہ:

''سو جاد (جاد علیہ السلام بقول توراۃ نبی تھے جنہیں غیب بین کے نام سے یاد کیا گیا ہے) نے داؤد کے پاس جا کر اس کو یہ بتایا' اور اس سے پوچھا: کیا تیرے ملک میں سات برس قحط رہے؟''

اور کتاب تواریخ اوّل کے باب ۲۱' آیت ۱۲ میں یوں ہے کہ: ''یا تو قحط کے تین برس''۔ دیکھئے پہلی عبارت میں سات سال اور دوسری میں تین سال کی مدت بتائی گئی ہے اور ان کے مفسرین نے پہلے قول کو غلط قرار دیا ہے۔

اختلاف نمبر ۳: کتاب سلاطین ثانی' باب ۸' آیت ۲۶ میں کہا گیا ہے کہ

''اخزیاہ بائیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔''

کتاب تواریخ ثانی کے باب ۲۲' آیت ۲ میں یوں ہے کہ ''اخزیاہ بیالیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔''

دیکھئے دونوں میں کس قدر اختلاف ہے! دوسرا قول یقینی طور پر غلط ہے' چنانچہ ان کے مفسرین نے اس کا اعتراف کیا ہے' اور غلط کیونکر نہ ہو' جبکہ اس کے باپ ''یہورام'' کی عمر بوقت وفات کل چالیس سال تھی' اور اخزیاہ اپنے باپ کی وفات کے بعد فوراً تخت نشین ہو گیا تھا' جیسا کہ گزشتہ باب سے معلوم ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر دوسرے قول کو غلط نہ مانا جائے تو بیٹے کا اپنے باپ سے دو سال بڑا ہونا لازم آتا ہے۔

اختلاف نمبر ۴: کتاب سلاطین ثانی' باب ۲۴' آیت ۸ میں کہا گیا ہے:

''یہویاکین جب سلطنت کرنے لگا تو اٹھارہ برس کا تھا۔''

اور کتاب تواریخ ثانی کے باب ۳۶' آیت ۹ میں ہے کہ:

''یہویاکین آٹھ برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا۔''

دونوں عبارتوں میں کس قدر شدید اختلاف ہے' اور دوسری یقیناً غلط ہے' چنانچہ اس کا اقرار ان کے مفسرین نے کیا ہے۔